

وسط ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں کے ایک ہزار طلبہ کو اعلیٰ دینی تعلیم دلانے کے لیے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق کی پیشکش

مولانا عبدالغفور حقانی صاحب

کہنے، قومی مہم رسول کو سزا دینے کی جرات باقی نہیں رہی وہ خود غرض رہنما قتل کی چرب زبانی اور شیریں کلامی سے مسحور ہو جاتی ہے اور عہد مرتبہ بنیاد دھوکھانے کے لیے تیار رہتی ہے آج مسلمان قوم من حیث القوم اپنے کردار و عمل اور اجتماعی ترجیحات کی بنا پر اپنی تمام تر دینی ترقیات اور دنیوی سرفرازوں کے باوصف قابل اعتماد نہیں رہی وہ پیشہ ور اور خود غرض رہنما قتل اور منافق قائدین کا کھڑا بن چکی ہے ان کو قوم کی سادہ لوحی اور بے شعوری کی بنا پر من مانی کاروائیاں کرنے کا موقع ملے ہے اور ان کو اس کا اطمینان ہوتا ہے کہ کبھی ان کا محاسبہ اور ان سے باز پرس نہیں کی جائے گی۔

تمام مسلم ممالک اور وسط ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں کے متعلق اگر ہم یہ کہنے سے احتیاط کریں کہ خاص دینی بیداری اور اسلامی انقلابی شعور سے بالکل محروم ہیں تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کا خلاص مذہبی شعور بہت کمزور ہے وہ بیداری کی ابتدائی منزل میں ہیں یہی وجہ ہے کہ آج بھی ذلت و ادبار اور پٹنے و لٹنے کے باوجود بھی خیر خواہ اور بدخواہ کے ساتھ ان کا معاملہ تقریباً یکساں ہے بلکہ قسمتی سے مسلمانوں کے بدخواہ اور خیر مخلص اشخاص اور اقوام مسلمانوں کے ہر دلعزیز اور ان کے محمد ساقی بننے جا رہے ہیں حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”مومن سانپ کے ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا“ لیکن مسلمان ممالک کے باشندے ہزار ہزار بار ڈسے جانے کے لیے تیار رہتے ہیں اور اب وسطی ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں کو بھی انہی مراحل سے گزرا جا رہا ہے۔

بہت سی سے آج اسلامی تعلیمات سے بعد اور منصب نہرت پر اعتماد میں ضعف کے پیش نظر مسلمانوں کا مانتہ بھی نہایت کمزور ہو چکا ہے وہ اپنے قائدین اور رہنماؤں کے ماضی ملک، ماضی قریب ہی کے واقعات کو بھی ذرا بھول جاتے ہیں ان کا دینی اور اسلامی شعور کمزور اور انقلابی سیاسی شعور تقریباً بایہ ہے یہی وجہ ہے کہ آج وہ غالب قومیوں، خود غرض طاقتوں بالخصوص امریکی نیو ورڈ آرڈر کے لیے باز کیچہ اٹھال بنے ہوئے ہیں۔

جبکہ اس کے بالعکس مغربی اقوام روحانی اور اخلاقی افلاس اور تمام تر خرابیوں کے باوجود شہری سیاسی اور قومی شعور کی ملک ہیں وہ سیاسی بلوغ کو

اسلام آباد ۹ دسمبر ۱۹۹۱ء دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم سینیئر مولانا سمیع الحق نے سعودیت یومین کے نوآزاد مسلم ریاستوں کے ایک ہزار طالب علموں کو اپنے ادارہ دارالعلوم حقانیہ اور طلقہ اشرف کے دیگر اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے تمام سہولتیں مفت فراہم کرنے کی پیشکش کی ہے مولانا سمیع الحق نے کہا ایسے طالب علموں کے لیے قیام و طعام وغیرہ کی جملہ آسائشیں بھی فراہم کی جائیں گی مولانا سمیع الحق نے یہ اعلان آج اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا اور کہا ان نوآزاد مسلم ریاستوں کی اس وقت اولین ضرورت اقتصادی اور تجارتی روابط سے بڑھ کر دینی علوم کی تعلیم کی سہولتیں میسر کرانے کی ضرورت ہے دینی علماء اور اساتذہ کا سلسلہ ہونے کے برابر ہے اور وہاں کے مسلمان قرآن و سنت اور اسلامی احکام کی تعلیم کے لیے حیدر علیہ کے محتاج ہیں اور یہ پاکستان اور اعلیٰ حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ ان کی یہ ضرورت فوری طور پر پوری کیے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمارے ہاں اعلیٰ دینی تعلیم کے سرکاری ادارے نہیں ہیں اس کے لیے ہم اپنے اداروں کے ذریعہ یہ ضرورت اعلیٰ طریقے سے پوری کر سکتے ہیں جبکہ ہمارے اسلامی علوم کے ذخیرہ علوم قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کی ارتقا اور تدوین ان ہی ریاستوں کے جید فقہاء اور علماء کی مرہون منت ہے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہم فوری طور پر ایسے طلبہ کے لیے طویل المیاد کورسوں کے علاوہ مختصر المیاد کورس بھی بنا سکتے ہیں مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اب یہ حکومت کا فرض ہے کہ ان دولں جبکہ آذربائیجان وغیرہ مسلم ریاستوں کے وفود پاکستان کا دعوتہ کرنے والے ہیں چارسی اس پیشکش سے انہیں آگاہ کئے اور وہاں کی مسلم ریاستوں سے ہماری اس پیشکش کے مسئلہ میں رابطہ قائم کر کے لیے طلبہ کو جلد از جلد پاکستان آنے کی سہولت مہیا کرے۔ (پریس ریلیز)

کسی بھی قوم کے لیے سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ وہ صحیح عزیت اور قومی شعور سے خالی ہو۔ آج دنیا کے نقشے میں مسلمان قوم جو ہر کاغذ سے ہر طرح کی صلاحیتیں رکھتی ہے۔ دینی اور دنیوی دولتوں سے بھی مالا مال ہے۔ مگر بد قسمتی سے من حیث القوم اسے نیک و بد کی تیز بین نہیں رہی وہ اپنے دوست دشمن کی پہچان میں انجان ثابت ہو رہی ہے وہ اپنے کچھلے تجربوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت کھو بیٹھی ہے۔ اپنے رہنماؤں اور قائدین کا احتساب

اور اصلاحی کام کرنے والوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جس قوم میں بھی نیکو و تدبیر کی کمی ہے منصب نبوت کی پہچان اور اس پر اعتماد کا فقدان ہے اسلامی انقلاب اور اس کے نیکو لائحہ عمل سے وقفہ نہیں ہے وہ قوم ہرگز اعتماد کے لائق نہیں خواہ اس کو اپنے انقلاب اور اپنے قائدین پر کتنا ہی ہی اعتماد ہو اور وہ ان کی پیروی اور اطاعت میں کیسی ہی جیستی اور سرگرمی دکھائے اور ان کی دعوت پر کتنی ہی عظیم قربانیاں پیش کرے۔ اس لیے کہ جب تک اس کا شعور تیار نہیں، وہ اسلامی انقلاب کے ثمرات جانتی نہیں اسے نظام اسلامی کی جامعیت و ہمہ گیری معلوم نہیں جب تک وہ دینی اعتبار سے بالغ نظر اور نپختہ خیال نہیں ہوتی ہر آن اور ہر لمحہ اس کا خطرہ ہے کہ وہ کسی دوسری دعوت اور کسی دوسری تحریک کا آلہ کار بن جائے گی اور ان کی آن میں آزادی کی تمام جدوجہد، قربانیوں کے تمام ریکارڈ اور انقلاب کی تمام ترقیوں پر پانی پھر جائے گا۔

یہ اسلامی شعور دینی تعلیم اور قرآن و سنت کے علوم ہی کی برکت سے ہی بنی امت کو اپنا شاہی اقتدار قائم رکھنے میں بڑی رحمتیں پیش آئیں اسلامی شعور دینی بدوح اور قرآنی تعلیم نے بار بار اس سے اقتدار کے خلاف محنت احتجاج کیا اور بار بار اس عرب شاہی کے خلاف علم جہاد بلند کیا اسی فرماؤ والوں کو اس وقت تک سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوا جب تک کہ وہ نسل ختم نہیں ہو گئی جس نے اسلامی اصولوں پر تربیت پائی تھی اور جو خلافت اسلامی اور اسلام کے نظام حکومت اور طریق حکمرانی سے عشق رکھتی تھی اور اس سے انحراف کو بدعت اور شریعت کا مترادف سمجھتی تھی۔

بہر حال یہ ایک امر واقعہ ہے کہ کسی طرح کی اصلاح کوئی تحریک اور کوئی معاشی یا سیاسی انقلاب شعور کی بیداری اور ذہنوں کی تیاری کے بغیر وقوع میں نہیں آتا۔

اگر عالم اسلام واقعہ بھی وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں میں اسلامی انقلاب کا خواہاں ہے تو اسے وہاں یہ دینی تعلیم اور اسلامی شعور کی بیداری کا کام کرنا ہوگا اور اگر حکومت پاکستان حضرت مولانا سمیع الحقی مظلہ کے مطالبے کو منظور کر کے وہاں کے مسلمانوں اور ارباب حکومت کو یہ پیغام پہنچا دیتی ہے اور وہاں سے ایک ہزار طلبہ یہاں آکر قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ملک چلے جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ وہاں کے ایک ہزار عقول میں دینی شعور کی بیداری کا کام شروع کر دیں گے جس دینی جذبے اور اسلامی حریت اور ولولہ جہاد سے ان ریاستوں کی آزادی کی تحریکیں کامیابی سے سنبھال سکیں گی اور اب اسی جذبہ جہاد اور نظریاتی اساس کا تحفظ دینی تعلیم ہی کی ترویج سے ممکن ہو سکتا ہے۔

اور جب دینی تعلیم کا فقدان ہو، جب نظام اسلام کا نفاذ نہ ہو جب اسلامی شعور بیدار نہ ہو تو پھر دیگر مسلمان ممالک کی طرح ان نوآزاد مسلم

پہنچ چکی ہیں وہ اپنے نفع و نقصان کو پہچانتی ہیں وہ مخلص منافق، اہل دنا اہل کے فرقہ کو جانتی ہیں وہ اپنی قیادت ایسوں کے سپرد نہیں کرتیں جن اہل، ضعیف اور خائف ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ قومیں سیاسی پیشروں اور نااہل اور خائف رہنماؤں سے محفوظ رہیں ان کے سیاسی رہنما اور ان کے نمائندے بھی محتاط اور امانت دار بننے پر مجبور ہیں وہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہیں قوم کی سرزنش عوام کے عقاب و احتساب اور رائے عامہ کی قہرناکی سے لرزہ بر اندام رہتے ہیں۔

اگر خدا بخواید یہ نوآزاد مسلم ریاستیں بھی اسی ڈگر پر چل پڑیں اور ان کے دینی، اسلامی، انقلابی، تہذیبی اور مذہبی تعلیمی تربیت کا اہتمام نہ کیا گیا تو ان کا رخ بھی آسمان کے ساتھ ہر طرف موٹا جاسکتا ہے بری طاقتیں اور اسلام دشمن قوتیں ان کی مرضی کے خلاف فیصلے کرتی رہیں گی اور جس طرف چاہیں گی ایک لاشی سے ایک کر لے جائیں گی۔ جب عام اسلامی ممالک میں آزادی اور خود مختاری کے باوجود معیار اور قدریں بگڑ چکی ہیں انسانیت کی جڑیں ایک ہجرانہ عشرت پسندی اور دوسری طرف نامراد محرومی اور غیر ملکی تسلط و اقتدار اور ان کی جارحانہ پالیسیوں کے باوجود کھلی ہو رہی ہیں۔ بھر نوآزاد مسلم ریاستوں میں تو ۹۰ سال سے ایمان و اسلام اور اخلاقی اقتدار کو گھس لگا رہا۔ دلوں سے ان کی عظمت نکلتی رہی اور جاہلیت قدیمہ کی طرح صرف چند بظان اور بے روح مراسم کا نام مذہب باور کرایا جاتا رہا ہے۔ لاریب انہیں آزادی حاصل ہو گئی اور وہاں اسلامی ریاستوں کی تشکیل اور مسلمان حکومتوں کے قیام اور ان کے استحکام کا عمل شروع ہو چکا ہے مگر اس کے باوجود وہاں دینی تعلیم کے فقدان اور مذہبی تربیت کے مستحکم اداروں کے ناپید ہونے کی وجہ سے انسانی ضمیر گندہ، روح متعفن اور جاہلی روایات اور فرضی رسومات کا تسلط نامہوز برقرار ہے۔

اس وقت نوآزاد مسلم ریاستوں کے مادی تعامل سے بڑھ کر اقدام اور ان کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ شہریوں کے تمام طبقات اور عوام میں صحیح دینی اور اسلامی شعور پیدا کیا جائے جمہور کی عقلی، مدنی، علمی، دینی اور سیاسی تربیت کی جائے وہاں سکولوں کی کثرت یا مراعات یافتہ طبقہ کے اقتدار اور غلبہ یا خود کو دوسری تسلط سے آزاد کر لینے کی ہمت اور دنیا سے اپنے آزاد ریاستوں کی تسلیم کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوم میں اسلامی اور دینی شعور بھی موجود ہے اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ آزادی کی تحریکیں اور انقلابی کردار سے شعور کے بیدار کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے لیکن شعور پیدا کرنے کے لیے بہر حال مستقل جدوجہد کی ضرورت ہے مستقل دینی اداروں آزاد جامعات اور مسلم ممالک میں ان کی بھرپور تربیت کی ضرورت ہے۔

وسطی ایشیا کی نوآزاد مسلم ریاستوں میں دلچسپی رکھنے والے تمام اسلامی ممالک، مسلمان رہنماؤں، دینی قیادت تعلیمی اداروں تبلیغی تحریکوں کے رہنماؤں

اس وقت وسطی ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں کی بہت بڑی خدمت اور اولین ضرورت یہ ہے کہ وہاں کے مسلمانوں میں قرآن و سنت کی تعلیم نظام اسلام کی جامعیت اور اسلامی انقلاب کا صحیح شعور پیدا کیا جائے ایسا شعور جو نہ کسی ظلم و نا انصافی کو برداشت کر سکے اور نہ دین و اخلاق سے انحراف کو، جو صحیح اور غلط، خلوص اور نفاق، کفر اور اسلام، دوست اور دشمن، مصلح اور مفسد کے درمیان آسانی سے تمیز کر سکے، مجسم ان کی ناراضگی اور عتاب سے نہ بچ سکیں اور غاص ان کے اعتراض اور قدر شناسی سے محروم نہ رہیں۔

اگر دینی تعلیم اور اسلامی شعور کی بیداری پر توجہ دی گئی اگر دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سید امجد علی کی اس پیش کش کو واقعہ عملی دنیا میں برتنے کے لیے کھوسنی سطح پر رابطہ اور وہاں کے طلبہ کو یہاں آنے کی اجازت دیدی گئی تو یقیناً اس کے مثبت اثرات ظاہر عمل کے قرآن و سنت کی تعلیم کو فروغ حاصل ہوگا دینی بیداری اور اسلامی انقلاب کی لہر اٹھے گی یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر جانے والے علما کا وہاں پر دینی کردار ہوگا وہ اپنے تمدنی سیاسی اجتماعی اور دینی مسائل و معاملات میں ایک عاقل و بالغ انسان کی طرح خود کر سکیں گے ان میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ابھرے گی جب تک یہ شعور پیدا نہ ہو کسی بھی اسلامی ملک و قوم کا جوش عمل صلاحیت کا دینی جذبات اور مذہبی زندگی کے مظاہر و مناظر اور محض آزادی کی عظیم قربانیاں کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔



جو کچھ بھی ہو جس کیلئے فیضِ محبت

پیہم پیش سوزِ نہاں میر کے لیے ہے

مریضانِ گناہ کو دُشہ فیضِ پیغمبر کی

بلا قیمت دوا ملتی ہے آئے جسکا جی چاہے

عارفی



ریاستوں کے قارئین اور اہل اقتدار سے بھی کچھ بعید نہیں کہ وہ کبھی اپنے حقیر فائدہ یا لذت و خواہش کے باعث اپنے ملک کو رہن رکھ دیں یا اس کا بیجاہ کر دیں یا اپنی ہی قوم کو بھیڑ بھڑکی کی طرح فروخت کر دیں یا اپنی قوم کو کسی ایسی جگہ میں جھونک دیں جو اس کی مرضی اور مصلحت کے خلاف ہو ولا فعلہا اللہ۔

اکثر اسلامی ممالک میں اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ سامنے آتی رہی ہے کہ قوم اس سب کچھ کے باوجود ایسے قارئین کی قیادت کا جھڑالے کر چلتی ہے وہ ان کی زندگی کے نعرے لگاتی ہے ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتی ہے یہ صورت حال اس کے سوا اور کس بات کی دلیل ہے کہ قوم ضمیر مردہ اور اس کے قوائے فکر یہ مغل اور وہ شعور کی دولت اور دینی تعلیم کے برکات سے محروم ہے۔

آج بھی بہت سے مسلمان ملکوں میں عوام کے ساتھ جان و مال کا سلوک کیا جاتا ہے جہاں عوام صرف محنت و مشقت کے لیے اور خواص صرف عیش و عشرت کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ کی کھلی کھلی نافرمانیاں ہوتی ہیں اور انسانیت سوز افعال و جرائم کا ارتکاب ہوتا ہے شریعت کے احکام پامال کئے جاتے ہیں لیکن یہ عوام اور جمہور مسلمین میں اس سے غم و غصہ کی کوئی لہر اٹھتی ہے اور نہ کسی طلب کو اس سے اذیت پہنچتی ہے یہ سب درحقیقت انسانی حیرت اسلامی خود داری اور قرآن و سنت کی تعلیم اور دینی بیداری کے فقدان کا نتیجہ ہے جو نہایت ہی خطرناک صورت حال ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نوآزاد ریاستوں میں آزادی کا انقلاب آگیا ہے اور جس کے پس منظر میں جہاد افغانستان ہی کے برکات اور ثمرات ہیں مگر اب بیرونی لابی یا مخصوص بڑی طاقتیں افغانستان سمیت ان نوآزاد مسلم ریاستوں کو بھی دیگر مسلمان ممالک کی طرح اسلام سے بھی آڑا کر دینا چاہتی ہیں۔

اس لیے ہمارے نزدیک کسی انقلاب اور کسی بغاوت کی کوئی قیمت نہیں جب تک کہ اس کی بنیاد میں کوئی پختہ عقیدہ، منکر صحیح اور تربیت یافتہ اور عاقلانہ شعور نہ ہو جب تک کہ راستے عامہ پورے طور پر تیار نہ ہو اس وقت تک کسی تحریک کی کامیابی، کوئی سیاسی انقلاب کوئی آزادی کا انقلاب اور کوئی وزارت یا حکومت کی تبدیلی کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور بالکل قابل اعتبار نہیں ہے مگر قوم میں ان افعال اور اس رویہ سے نفرت نہیں ہے تو ایک غلط شخص یا غلط جماعت کی جگہ پر دوسرا غلط شخص اور دوسری غلط جماعت آسکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ قوم کو اس کا احساس بھی نہ ہونے پائے اس لیے اصل قابل اعتبار چیز یہ ہے کہ قوم کا ضمیر اور شعور اتنا بیدار ہو جائے کہ وہ کسی غلط چیز اور مجرمانہ فعل کو کسی حالت میں اور کسی شخص کے لیے بھی برداشت نہ کر سکے۔